OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

درس الترمذی شرح جامع ترمذی میں شیخ الحدیث محمد یار بادشاہؒ کے منہج کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Methodology of Shaykh Ul-Hadith Muhammad Yar Badshah in Dars al-TirmidhiSharah Jami Tirmizi.

*Zabih Ullah, Ph.D Scholar Department of Islamic Studies, SBBU Sheringal Dir Upper.
**Abdul Haq, Assistant Professor Department of Islamic Studies, SBBU Sheringal Dir Upper.

Abstract:

Since the lifestyle of the Prophet (SAW) is the excellent pattern for everyone and practical explanation of Quran therefore full understanding of His sayings actions and commandments I,e Hadiths is of prime importance. The Muhadditheen have strived a lot and enabled to compile all the hadith in the form of Sihah e sitta and many other Hadith books. One of them is Al-Jame Tirmidhi. This book of hadith being extremely beneficial has undergone through various detailed explanations. Different scholars have compiled its methodology and procedure as per their understanding level and the ways they have set rules and regulations for their work. One of such explanation is that written by Muhammad Yar Badshah. The sheikh has adopted an extremely fine and good way of explanation as for this book is concerned. This book is composed of single volume and is written in Arabic language. In jurisprudential issues he has given the detailed explanation of the ideas of commenting imams/scholars, their differences of opinions, comparisons and coincidences in a very good and easy way as though the common man might get better understanding. He has given even the explanation of the difficult terminologies associated with hadith. The sheikh has briefly and sometimes with detail described biographies and lifestyles of the narrators. In his lectures the sheikh has even explained the status of narrations in the light of principles set for Ahadiths. In the preface of his book he has given a brief explanation of Hadith principles, authority and compilation of hadith and has responded in sophisticated way to all objections put against ahadith.

Key words: Sihah e sitta, Compiled, volume, comparison, narrators.

تمہید

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کے فضل و کرم اور کامل احسان کی وجہ سے انسان نیکیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اور درود و سلام ہو نبی اکرم حضرت محمد مصطفی ﷺ پر جن کے ذریعے دین کی تکمیل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن پاک کو نازل کیا جو انسانوں کے لئے ہدایت کا آخری ذریعہ ہے۔ تاہم دینِ اسلام کے تمام احکامات اور اصول قرآن حکیم نے بتائے اور تفسیر و تشریح کی ذمہ داری نبی کریم ﷺ کے ذمہ چھوڑ دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾[1] ترجمہ: "اور ہم نے تم پر یہ ذکر نازل کیا تاکہ جو (احکام) لوگوں پر نازل کئے گئے ہیں وہ ان پر ظاہر کر دے"۔

اس آیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نبی رحمت ﷺ کے ذمے نہ صرف قرآن پاک امت تک پہنچانا ہے بلکہ آپ ﷺ کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ انہیں آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر و تشریح بھی سمجھا دے اور تزکیہ و تربیت کر کے عملی زندگی کے لئے تیار کرے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی

CC BY

جماعت تیار کر کے دکھائی۔ دین اسلام کی تعلیمات صحابہ کرام نے اپنے جان و مال کی پرواہ کئے بغیر ساری دنیا میں پھیلا دیں۔ انہی تعلیمات کو آگے پہنچانے کے لئے علمائے کرام نے کوئی کسر نہیں چھوڑا اور اس مقدس امانت کا بوجھ گراں اپنے کندھوں پر اٹھا کر تحریر و تقریر کے ذریعے آگے پہنچایا۔

یہ عظیم کام سرانجام دینے والوں میں سے ایک شیخ الحدیث محمد یار بادشاہؒ ہیں جنہوں نے اپنی علمی خدمات کے ذریعے دین کی تعلیمات پھیلانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ جس علم میں آپ کو زیادہ شہرت ملی وہ علوم حدیث ہیں جس سے آپ کو بے انتہاء شغف تھا۔ آپ کے دروس کو مخطوطات کی شکل میں محفوظ کیا گیا ہے۔ انہی مخطوطات میں سے ایک "درس الترمذی" ہے جو کہ جامع ترمذی کی عربی شرح ہے۔ الدرس الترمذی شیخ الحدیث محمد یار بادشاہ کے جامع ترمذی کے دروس کا مجموعہ ہے جس کو آپ کے تلمیذ خاص مولانا رشید احمد نے عربی زبان میں مخطوطہ کی شکل میں محفوظ کیا ہے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جامع ترمذی کے بہت سے شروحات شائع ہو چکی ہیں لیکن اس شرح میں شیخ الحدیث محمد یار بادشاہ نے شیخ القرآن محمد طاہر پنج پیری[2] اور مولانا عبد الرحمان مینوی[3] کے درسی افادات کو جمع کر کے ایک عجیب اور نیا انداز پیدا کیا ہے جس کی وجہ سے حدیث کی فہم اور مطلب کو ضبط کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔

شیخ الحدیث محمد یار بادشاہ:

آپ محمد یار (عرف بادشاہ) ولد سید احمد (عرف گل بابا) ہیں۔ 1945 کو باجوڑ کے ایک پسماندہ علاقے پشت کے قریب ایک گاؤں بٹالئ میں پیدا ہوئے[4]۔ آپ کی پیدائش ایک مذہبی گھرانے میں ہوئی لہذا ابتدائی عمر ہی میں اپنے والد بزرگوار سے ناظرہ قرآن مکمل کیا۔

تعلیم:

آپ نے اردو اور فارسی کے کتب مولانا محمد امیر عرف خال مولوی صاحب سے پڑھی۔ صرف و نحو کی علم مولانا سید محمد عرف گل شہزادہ سے حاصل کیا۔ فقہ، اصول فقہ، میراث اور ادب کی کتب مولانا محمد صدیق المعروف اجمیر بابا سے پڑھ لئے۔ موقوف علیہ کی کتب میں مولانا عنایت الرحمان (درگئی شیخ)[5] سے فیض حاصل کیا۔[6] 1970ء میں آپ نے دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار میں مولانا عبد الرحمان مینوی اور مولانا غلام اللہ خان[7] سے شہادت العالمیہ کی سند حاصل کی۔ آپ تین سال تک مسلسل مولانا محمد طاہر پنج پیری سے تفسیر قرآن پڑھتے رہے[8]۔

درس و تدریس:

درس نظامی سے فراغت کے بعد آپ نے 72-1971ء میں صوابی تورڈھیر میں فنون کے علوم پڑھائے۔ 1973ء میں باظابطہ طور پر مولانا محمد طاہر پنج پیری کی دعوت پر دار القرآن پنج پیر میں درس و تدریس کا آغاز کیا، اور پہلے ہی سال سنن اربعہ پڑھاتے رہے۔ 1987ء میں مولانا محمد طاہر کی وفات کے بعد صحیحین پڑھانے می ذمہ داری بھی سنبھالی اور وفات تک یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک کے مہینے میں 1973ء سے 1995ء تک اپنے آبائی گاؤں میں دورہ تفسیر قرآن بھی پڑھاتے رہے اور 1995 کے بعد دیگر مختلف مقامات پر دورہ تفسیر قرآن پڑھایا[9]۔

وفات:

آپ 17 جنوری 2011 کو بوقت 3 بجے سہ پہر اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔ آپ کے دو جنازے پڑھائے گئے۔ پہلا جنازہ 18 جنوری کو صبح 8 بجے رنگ روڈ پر شیخ مولانا محمد طیب طاہری صاحب[10] نے پڑھایا جبکہ دوسرا جنازہ اپنے آبائی گاؤں بٹالی میں ڈھائی بجے آپ کے برخوردار مسیح اللہ[11] صاحب نے پڑھایا[12]۔

تعارف درس الترمذی:

درس ترمذی جامع ترمذی کی شرح ہے جو کہ اہم فقہی مسائل اور احادیث کے مباحث پر مشتمل ہے یہ شرح عربی زبان میں ہے اور ایک جلد پر مشتمل ہے۔ اس شرح میں اختلافی مسائل کو بڑی عمدگی سے تحریر کیا گیا ہے اور متعارض احادیث کا بہت ہی آسان انداز میں حل پیش کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ شرح دینی مدارس کے اساتذہ، طلبہ اور جامعات کے محققین کے لئے یکساں مفید ہے۔ اس شرح میں جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے اس کو مندرجہ

ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ مقدمۃ الکتاب:

محمد یار بادشاہؒ نے الدرس الترمذی کے آغاز میں مقدمۃ الکتاب کے عنوان سے ایک مختصر مگر جامع مقدمہ پیش کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل عنوانات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

الف۔ اصول حدیث بیان کرنا:

کسی بھی علم کو بیان کرنے سے پہلے اس کے اصول بیان کرنا ایک لازمی امر ہے کیونکہ ان اصولوں کی بنیاد پر اس علم کو پرکھا جاتا ہے۔ شیخ صاحب نے مقدمہ کی آغاز میں اصول حدیث تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ سب سے پہلے آپ نے لفظ حدیث کی لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد اصول حدیث بیان کئے ہیں یعنی کونسی روایت مرفوع اور کونسی مقطوع ہے اور اس کے لئے کون سے شرائط ہیں۔

ب۔ اصول حدیث بیان کرنے کے بعد آپ نے اس علم کی غرض وغایت بیان کرنے کے ساتھ حدیث کی شان اور اس کی حیثیت بیان کی ہے کہ علم حدیث کو بیان کرنے کی وجہ سے بنیادی طور پر تین اہم کام ہوتے ہیں۔

فی علم الحدیث امور ثلاثۃ 1۔ اصلاح العقیدہ 2۔ اصلاح القول والفعل3۔ اصلاح الاخلاق[13]

ترجمہ: یعنی علم حدیث کو بیان کرنے کے بنیادی طور پر تین وجوہات ہوتے ہیں 1۔ اصلاح عقیدہ2۔ قول اور فعل کی اصلاح 3۔ اخلاق کی اصلاح

ج۔ حدیث کی غرض وغایت بیان کرنے کے بعد حدیث کی حجیت کو بیان کیا گیا ہے۔ احادیث میں تشکیک کا جو عقیدہ پروان چڑھ رہا ہے تو اس کے جوابات عقلی اور نقلی دلائل کی صورت میں پیش کئے ہیں اور اس عقیدہ کو رفع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

د۔ علم حدیث کے تدوین کے حوالے سے جو شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں تو ان شبہات کو رفع کرنے کے لئے مدلل انداز میں جوابات دئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ نبی مہربان ﷺ کے زمانے میں صحابہ کی ایک کثیر تعداد نے نہ صرف یہ کہ احادیث کو حفظ کیا بلکہ اپنے تعامل کے ذریعے سے بھی احادیث مبارکہ کو محفوظ کیا۔ اس کے علاوہ دور نبوی میں بھی احادیث مبارکہ کو کتاب کی صورت میں محفوظ کرنے کی خاطر خواہ کوشش کی گئی۔ مثلاً حضرت ابوھریرہؓ کی ایک روایت ہے

ان النبیﷺ خطب فذکر قصۃ فی الحدیث فقال ابو شاہ اکتبوا لی یا رسول اللہ ، فقال رسول اللہ ﷺ اکتبوا لابی شاہ [14]

اس کے علاوہ صحیفہ عبداللہ بن عمرو بن العاص، صحیفہ عمرو بن حزم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آحادیث کی کتابت کا یہ سلسلہ خلفائے راشدین کے دور میں جاری رہا حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں باقاعدہ طور پر حکومتی سرپرستی میں احادیث کو محفوظ کرنے کا حکم دیا گیا اور اس کو ایک فن کا درجہ مل گیا۔

ہ۔ مقدمہ کے اندر ایک اور عنوان کا اضافہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے منکرین حدیث کے دلائل نقل کرنے کے بعد ان کے جوابات پیش کئے ہیں۔ مثلاً منکرین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کریم نے خود اپنے آیات کو بینات قرار دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم خود واضح ہے اور اس کی مذید وضاحت کے لئے احادیث کی ضرورت نہیں۔ شیخ صاحب نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ قرآن کریم میں جو مضامین واضح ہیں وہ بنیادی عقائد: عقیدہ توحید، رسالت اور آخرت ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ احکام کے معاملہ میں بھی قرآن بالکل واضح ہے اور احادیث کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم[15]

ترجمہ: اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یاداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم رسول اکرم ﷺ کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتی یعنی قرآن کریم کی وضاحت کے لئے نبی اکرم ﷺ کے ارشادات لازمی ہیں۔

2۔ اختلافی مسائل میں تطبیق:

انسانی زندگی میں پانی جس قدر اہم ہے اسمیں اس قدر اختلاف بھی پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء نے پانی کے پاک اور ناپاک ہونے پر کافی بحث کی ہے کہ کونسا پانی پاک اور کونسا ناپاک ہے۔ احادیث اور فقہ کا مطالعہ کرنے سے اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ فقہ مالکی کے علاوہ باقی تینوں فقہی مسالک کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر پانی کی مقدار کثیر ہو تو نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہو گا بشرطیکہ رنگ، بو اور مزہ میں کوئی تبدیلی نہ آجائے ۔ جبکہ کم پانی میں نجاست گرنے سے پانی فوراً نجس ہو جائے گا۔ اس مسئلہ میں بنیادی اختلاف پانی کے مقدار کم یا زیادہ ہونے میں ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ پانی کی کمی یا زیادتی مبتلاء بہ کی رائے پر موقوف ہوگی۔ یعنی مسئلہ جس آدمی کو درپیش ہو تو وہ خود ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ پانی کم ہے یا زیادہ[16]۔ امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ پانی کی کمی اور زیادتی قلتین پر موقوف ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ پانی اگر دو مٹکے کے برابر ہو تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی[17]۔ اس مسئلہ میں امام مالک کی رائے یہ ہے کہ پانی زیادہ ہو یا کم لیکن جب تک اس کا کوئی وصف تبدیل نہ ہو جائے وہ پاک ہی سمجھا جائے گا[18]۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ بنیادی طور پر پانی کی کمی اور بیشی میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے درمیان اختلاف ہے۔ امام شافعی کی دلیل عبد اللہ بن عمرؓ کی مشہور روایت ہے۔

عن عبدالله ابن عمر قال سُئِلَ رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الماء وما يَنُوبُهُ من الدواب والسِّبَاعِ، فقال صلى الله عليه وسلم إذا كان الماء قُلَّتين لم يحمل الخَبَث [19]

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے پوچھا گیا، جس پر چوپائے اور درندے آتے جاتے رہتے ہوں کہ اس کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب پانی کی مقدار دو قلہ ہو، تو وہ گندگی کو اثر انداز نہیں ہونے دیتا ہے۔

احناف کی رائے یہ ہے کہ یہ حدیث مضطرب المتن، مضطرب السند اور مضطرب المعنی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اسے محمد بن زبیر سے اور بعض اسے محمد بن عبادہ سے نقل کرتے ہیں۔ اور بعض اسے عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے متن میں اضطراب مختلف طرق کی وجہ سے ہے جو کہ قلتین، قلتین او ثلاثا، اور اربعین قلۃ کے الفاظ وارد ہیں۔ اور اس حدیث کے معنی میں اضطراب اس وجہ سے ہے کہ قلۃ کے چار معنی ہیں۔ اونٹ کی کوہان، پہاڑ کی چوٹی، انسانی قد اور مٹکہ۔ ان اختلافات کی وجہ سے احناف نے اس روایت کو رد کیا ہے۔ لیکن خود احناف میں سے صاحب السعایہ نے ان اضطرابات کو بڑی تفصیل کے ساتھ رد کیا ہے[20]۔ اس اعتراض کو تحفۃ الاحوذی میں بھی رد کیا گیا ہے[21]۔

اس اختلاف کے حوالے سے شیخ محمد یار بادشاہ نے جو رائے قائم کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ بلکہ آپ نے دونوں مسالک کے اندر تطبیق کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ان دونوں مسالک کے اندر بالکل تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ احناف نے جاری پانی پر تحدید کی ہے۔ یعنی اگر اس کی ایک طرف کو حرکت دی جائے تو دوسرا کنارہ متحرک نہ ہو جائے۔ یعنی پانی کی مقدار اتنی ہو کہ ایک سرے کو حرکت دینے سے دوسرا سرا متحرک نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ احناف اور شوافع دونوں پانی کے زیادہ ہونے کو شرط مانتے ہیں جو نتیجہ کے اعتبار سے ایک ہی شرط ہے[22]۔

باب کے آغاز میں مذاہب فقہیہ کا خلاصہ:

شیخ صاحب کسی بھی باب میں فقہی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہیں تو دوسرے مسائل کے ساتھ ساتھ مذکورہ فقہی مسئلے میں سب سے پہلے مختلف فقہی مذاہب کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ جس سے آئمہ کے درمیان اختلاف کو بآسانی سمجھ لیا جاسکتا ہے۔ مثلاً باب تخلیل الاصابع کے ذیل میں لکھتے ہیں

"ای اصابع الیدین والرجلین وهو سنة عندا بی حنیفة واحمد وواجب عند انفراج الاصابع وعدم مظنة وصول الماء فی خللها ومستحب عند الشافعی ومالک"[23]

ترجمہ: یعنی ہاتھوں اور پاؤں کا خلال امام ابو حنیفہ اور امام احمد کے نزدیک سنت ہے اور انگلیوں کے قریب ہونے اور اس گمان کے ساتھ کہ اس تک پانی نہیں پہنچے گا امام احمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے۔ اور امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک مستحب ہے۔

مشکل لغات کی وضاحت:

اس شرح میں شیخ الحدیث صاحب نے مشکل لغات کی وضاحت بھی کی ہے۔ مثلاً لفظ حدثنا اور اخبرنا کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ حدثنا سے مراد یہ ہے کہ استاد قرآت کرے اور شاگرد اس کو غور سے سنے۔ اور اخبرنا سے مراد یہ ہے کہ شاگرد احادیث کی قرآت کریں اور استاد اسے سنے لیکن متقدمین کے ہاں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے[24]۔

اس کے ساتھ احادیث مبارکہ میں وارد مشکل لغات کی بھی وضاحت کرتے ہیں مثلا

عن صفوان بن عسال رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يامرنا إذا كنا سفرا: ان لا ننزع خفافنا ثلاثة ايام وليالیهن إلا من جنابة، ولكن من غائط وبول ونوم. قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح[25]

صفوان بن عسال فرماتے ہیں کہ ہم جب دوران سفر ہوتے تو آپ حکم دیتے کہ تین دن اور رات اپنے موزے قضائے حاجت، پیشاب اور خواب کی وجہ سے نہ اتاریں مگر صرف ایک حالت جنابت میں اتاریں۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شیخ صاحب اس حدیث میں ایک لفظ لکن کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اہل عرب کے ہاں لکن استدراک کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے نفی میں ایک مفرد کو دوسرے مفرد پر عطف ہوتا ہے اور پہلے سے نفی کیا گیا حکم دوسرے کے لئے ثابت ہوتا ہے۔ لکن کو اگر مثبت پر داخل کیا جائے تو اس کے لئے جملہ مقدر ہوتا ہے[26]۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ صاحب کی تشریح دوسرے شروحات کے مقابلے میں زیادہ وضاحت سے ہے کیونکہ آپ نے پہلے لکن کی وضاحت کی اور پھر حدیث کی تشریح کی ہے۔

اس طرح وہ روایت نقل کرتے ہیں کہ

عن ابی ایوب الانصاری، قال قال رسول الله ﷺ اذا اتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بول، ولا تستدبروها،ولكن شرقوا او غربوا۔ قال ابو ایوب فقدمنا الشام فوجدنا مراحيض قد بينت مستقبل القبلة فننحرف عنها ، و نستغفر الله[27]۔

ترجمہ: ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ پیٹھ۔ بلکہ منہ کو مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔ ابو ایوب انصاری کہتے ہیں ہم شام آئے تو ہم نے دیکھا کہ پاخانے قبلہ رخ بنائے گئے ہیں تو قبلہ کی سمت سے ترچھے مڑ جاتے ہیں اور ہم اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

اس روایت میں فننحرف عنها کے بارے میں مختلف علماء کے اقوال نقل کئے ہیں۔ مثلاً رشید احمد کی تحقیق کے مطابق عنھا کی ضمیر مراحیض کی طرف راجع ہے او عن اپنی اصلی معنی پر ہے یعنی ہم ان بیت الخلاؤں سے اجتناب کرتے تھے اور ان میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ یا ضمیر مراحیض کی طرف راجع ہے لیکن عن بمعنی فی ہے۔ یعنی ہم بیت الخلاؤں میں قبلہ کی طرف سے اجتناب کرتے اور قبلہ کی جانب منہ کرکے نہیں بیٹھتے تھے۔ اور بعض شارحین کہتے ہیں کہ عنھا کی ضمیر قبلہ کی طرف راجع ہے یعنی ہم پیشاب کرتے وقت جانب قبلہ سے اجتناب کرتے اور قبلہ سے پھر جاتے[28]۔

الفاظ کی لغوی تحقیق

شیخ صاحب نے اس شرح میں الفاظ کی لغوی تحقیق بھی کی ہے۔ مثلاً امام ترمذی عبد اللہ بن عمر سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ

عن ابن عمر: «أن رجلا سلم على النبي صلى الله عليه وسلم وهو يبول فلم يرد عليه[29]

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ پر سلام پیش کیا ایسی حالت میں کہ آپ پیشاب فرما رہے ہیں تو آپؐ نے ان کو جواب

نہیں دیا۔

شیخ صاحب نے یہاں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ شخص کون تھا جس نے آپؐ پر سلام پیش کیا فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے یہ ذکر کیا ہے کہ یہ شخص ابوالجہیم تھا[30]۔

اس طرح باب استقبال القبلہ بغائط اوبول کے ذیل میں بیان شدہ حدیث میں لفظ مراحیض کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مراحیض رحض مصدر سے اسم ظرف کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے وہ مقامات جو غسل اور بول کے لئے بنائے گئے ہو[31]۔

اسی طرح لفظ الرباط کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لغت کے اعتبار سے رباط کے معنی گھوڑے کے ہیں لیکن یہاں حدیث کی مناسبت سے اس کے معنی اور مطلب چاق وچوبند رہنا ہے۔ اور اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر ہر وقت دشمن کے لئے تیار رہنا ہے۔ آپ نے اس کی تشبیہ صلاۃ ومرابط کے ساتھ کی ہے یعنی جس طرح کوئی آدمی نماز کے لئے عبادت گاہ میں انتظار کرتا ہے اسی طرح مجاھد سرحد کی حفاظت کے لئے دشمن کا منتظر رہتا ہے۔[32]

ذکر تتعلق بھذالخبر کی تحت اھم امور کا ذکر:

الدرس الترمذی میں آپ کا ایک منہج یہ بھی رہا ہے کہ کسی بھی حدیث کی شرح کرتے ہوئے اس حدیث میں بیان شدہ اہم اور ضروری مباحث کو ذکر تتعلق بھذالخبر کے عنوان کے تحت بیان کرتے ہیں۔ مثلاً

عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم انه" مر بقبرين يعذبان , فقال: إنهما ليعذبان، وما يعذبان في كبير، اما احدهما فكان لا يستتر من البول، واما الآخر فكان يمشي بالنميمة[33]

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں پر سے گزر گئے تو آپؐ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے ان کو عذاب کسی بڑی بات پر نہیں ہورہا ہے ان میں سے ایک شخص پیشاب سے اپنے آپ کو نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغل خور کرتا تھا۔

محمد یار بادشاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قبر پر سرسبز شاخیں رکھنا جائز ہے۔ اور یہ فعل صرف محمد ﷺ کے ساتھ خاص نہ تھا۔ کیونکہ حضرت بریدہ بن خصیبؓ نے اس کی وصیت فرمائی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے قبر پر سبز شاخیں رکھیں جائیں اور ہمارے فقہاء نے بھی اس کی مشروعیت پر تصریح کی ہے۔ اس کے علاوہ قبروں پر پھول رکھنا یہ اس وقت جائز ہوگا جب یہ نصاریٰ کی اتباع کی وجہ سے نہ ہو۔ کیونکہ یہ ایک قبیح اور ناجائز کام ہے اور اس سے اجتناب کرنا لازم امر ہے[34]۔

احادیث کے ذیل میں عنوانات کا قیام:

محمد یار بادشاہؒ کا الدرس الترمذی میں ایک منہج یہ بھی ہے کہ جب کسی حدیث کو نقل کرتے ہیں تو اس کے بعد عنوانات قائم کرتے ہیں۔ ان میں سے پہلا عنوان احادیث کی اسنادی حالت کے حوالے سے ہوتی ہے۔ وہ حدیث کے سند میں موجود رواۃ کا تعارف کرتے ہیں کبھی یہ بہت مختصر اور کبھی تفصیل سے ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ ابن عمر کی درجہ ذیل روایت نقل کرتے ہیں۔

عن ابن عمر عن النبیﷺ قال لاتقبل صلاة بغير طهور ولا صدقة من غلول [35]۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا”: نماز بغیر وضو کے قبول نہیں کی جاتی اور نہ صدقہ حرام مال سے قبول کیا جاتا ہے“۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس میں موجود رواۃ کی وضاحت کرتے ہیں۔ مثلاً قتیبہ ابن سعید جس کا اصل نام یحیٰ بغلانی ہیں۔ خراسان کے محدث ہیں۔ امام مالک کے شاگرد ہیں۔ کتب ستہ کے تمام اصحاب نے سوائے ابن ماجہ کے ان کی روایات نقل کئے ہیں۔ آپ کے ثقہ اور حافظ حدیث ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح ابوعوانہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ بھی مشہور محدث ہیں ان کے ثقہ ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ ان کی جو روایات عکرمہ سے مروی ہیں وہ مشتبہ ہیں[36]۔ اسی طرح انہوں نے حدیث کے سند میں ذکر شدہ تمام روایوں کے حالات بیان کئے ہیں کہ یہ ثقہ تھے یا

نہیں، ان کی سماع اور ملاقات ایک دوسرے سے ثابت ہیں کہ نہیں۔ البتہ جس راوی کے حالات ایک دفعہ بیان ہوئے ہوں دوسری دفعہ اس کے حالات بیان نہیں کرتے۔

آئمہ اربعہ کے اختلافات کی وضاحت:

شیخ الحدیث محمد یار بادشاہ صاحب حدیث کے ذیل میں دوسرا عنوان یہ قائم کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں فقہاء کے اقوال کیا ہیں۔ ان اقوال کو تفصیل سے نقل کرتے ہیں۔ مثلاً باب الاستنجاء بالحجارۃ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ کہ استنجاء کے لئے پتھروں کا کوئی مسنون عدد ہے یا نہیں؟ امام احمد، امام شافعی اور اہل ظاہر کے نزدیک استنجاء میں انقاء، تثلیث احجار واجب عمل ہے۔ امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک صرف انقاء واجب ہے اور تثلیث مسنون ہے۔ امام شافعی تثلیث کے وجوب پر حدیث باب سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ اس میں تین سے کم پتھروں کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ عموماً انقاء تین ہی پتھروں سے ہوتا ہے اس لئے اس سے کم کی ممانعت کی گئی ہے لیکن اگر انقاء اس سے کم میں ہو جائے تو بھی جائز ہے اس کے بعد احناف کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔ سنن ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ابو ھریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ

من استجمر فليوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج [37]

ترجمہ: جو استنجاء کرے تو طاق پتھر سے کرے جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اس میں تصریح ہے کہ ایتار مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ احناف کے اس حدیث پر ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ اس حدیث کو علامہ ابن حزم نے ضعیف قرار دیا ہے کہ یہ روایت حصین الجرانی سے منقول ہے اور وہ مجہول ہیں۔ شیخ الحدیث اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت قابل استدلال ہے کیونکہ ابو داود نے اسے نقل کرنے کے بعد اس پر سکوت کیا ہے اور ابن حبان و امام ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے[38]۔

سند حدیث میں موجود اضطراب کی وضاحت:

شیخ الحدیث صاحب کا ایک منہج یہ بھی ہے کہ جب بھی حدیث بیان کرتے ہیں تو اس کے سند میں موجود اضطراب کی بھی وضاحت کرتے ہیں مثلاً باب فی النضح بعد الوضو کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

عن ابی هريرةؓ ان النبیﷺ قال جاءنی جبرئيل فقال يا محمد اذا توضاءت فانتضح[39]

ترجمہ: حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل تشریف لائے اور کہا کہ اے محمد ﷺ جب آپ وضو کریں تو شرمگاہ پر پانی چھڑک لیں۔

شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے سند میں اضطراب ہے کیونکہ یہ حدیث ابو حکم بن سفیان، زید بن حارثہ، ابن عباس اور ابو سعید سے منقول ہے۔ بعض حضرات نے راوی کا نام سفیان بن حکم لیا ہے اور بعض نے حکم بن سفیان ذکر کیا ہے اسی وجہ سے اس حدیث میں اضطراب ہے[40]۔

خلاصہ بحث

درجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ الحدیث محمد یار بادشاہ کے تقریر کو جس اعلیٰ انداز میں مرتب کیا گیا ہے اس کا اندازہ اسے کے منہج سے لگایا جاسکتا ہے۔ شیخ صاحب کی اس شرح کے ذریعے سنن الترمذی آنے والے لوگوں کے لئے عام فہم اور آسان ہو گیا ہے جس سے ہر کوئی باآسانی مستفید ہو سکتا ہے۔ اس کا اندازہ درجہ ذیل نکات سے لگایا جاسکتا ہے۔

1۔ شیخ صاحب نے سب سے پہلے حدیث کو عنوانات کے ذیل میں تقسیم کیا ہے جس کی وجہ سے احادیث کے موضوعات کا آسانی سے علم ہو جاتا

ہے۔

2۔ آپ نے متعارض احادیث کا بہترین حل پیش کیا ہے اور تعارض کو حتی الامکان ختم کیا گیا ہے۔

3۔ شیخ صاحب نے فقہاء کے درمیان پایا جانے والا اختلاف واضح اور آسان الفاظ میں دلائل کی بنیاد پر کھل کر بیان کیا ہے۔

4۔ آپ نے اسماء الرجال کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے صحیح اور ضعیف روایات کو جانچنا اور پرکھنا آسان ہو گیا ہے۔

5۔ اس شرح میں فقہی مسائل کو سہل انداز میں حل کرنے کی بہت کوشش کی گئی ہے جس کی بدولت فقہی مسائل آسانی سے تلاش کئے جاسکتے ہیں۔

6۔ اس شرح میں احادیث کے مشکل الفاظ اور حروف کی وضاحت کی گئی ہے اور ان حروف کی وجہ سے بادی النظر میں پیش آنے والے اشکالات کا بہترین حل مرتب کیا گیا ہے۔

7۔ اس شرح میں آئمہ اربعہ کے علاوہ دیگر فقہاء، صحابہ اور تابعین کے اقوال اور مذاہب کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جس سے فقہی مسائل کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔

8۔ کسی حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے اس حدیث میں بیان شدہ اہم اور ضروری مسئلہ کو "فوائد تتعلق بھذا الخبر" کے عنوان سے سب سے آخر میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔

حوالہ جات(References)

---

[1] ۔ سورہ النحل، 16/44۔

1.Sorah Al Nahal,16/44.

[2] ۔ آپ 1916 کو صوابی کے ایک گاؤں پنج پیر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا گل احمد سے حاصل کی۔ بعد میں مولانا حسین علی سے بہت سی کتابیں پڑھیں۔ مولانا نصیر الدین غورغشتوی سے دورہ حدیث پڑھا۔ 1934 میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ 1936 میں مولانا عبید اللہ سندھی سے دورہ حدیث پڑھا۔ 1947 کو دارالقرآن پنج پیر کی بنیاد رکھی۔ 1957 میں مولانا حسین علی کے تلامذۃ سے مل جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کی بنیاد رکھی۔ 1987 کو وفات پائی۔

علوی، فیوض الرحمان، مشاہیر علمائے سرحد، مجلس نشریات اسلام آباد، ناظم آباد کراچی، ص548۔

2.Alwi,Fayooz ur Rahman, Mashaheer Ulamiy sarhad, Majles nashreat Islamabad, Karachi, P548.

[3] ۔ آپ 1913 کو ضلع صوابی کے علاقے مینی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی مدارس میں حاصل کی۔ آپ نے 1939 میں دورہ حدیث مولانا حسین احمد مدنی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ میں فراغت کے بعد حدیث پڑھانے کا آغاز کیا۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان آئے اور دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی میں حدیث کے تدریس کا آغاز کیا۔ 1975 میں وفات پائی اور اپنے ابائی گاؤں مینی میں سپرد خاک کئے گئے۔

صالح، محمد قاسم بن محمد امین، تذکرہ علمائے خیبر پختون خواہ، دارالقرآن والسنہ، صوابی، 2015، ص 271۔

3.Salih, Muhammad bin Ameen, Tazkera ulamay Khyber pakhtoon khwa, Dar ul quran w alsunnah, sawabi, 2015, p271.

[4] ۔ صالح، تذکرہ علمائے خیبر پختون خواہ، ص563۔

4.Salih, tazkerah Ulama-i- Khyber Pakhtoon Khwa, p563.

[5] ۔آپ عنایت الرحمان بن مولانا محمد جان ہیں۔1931 کو باندی بالا سوات میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد اور چچا سے حاصل کی درس نظامی کی اعلی تعلیم مدرسہ حقانیہ سوات سے حاصل کی۔دورہ حدیث کی سند فراغت 1954 میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے حاصل کیا۔1954 ہی میں جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔فراغت کے بعد دارالعلوم اسلامیہ خوشحال گڑھ، جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ اشرفیہ لاہور اور جامعہ اسلامیہ تفہیم القرآن مردان میں 1967 تک درس وتدریس کے فرائض سرانجام دئے۔24 اکتوبر 1976 کو جامعہ رحمانیہ درگئی کی بنیاد رکھ دی اور وفات تک اس کے مہتمم رہے۔ 1985 میں رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔21 ستمبر 2004 کو وفات پائی۔

[6] ۔انٹرویو شیخ مسیح اللہ بن محمد یار بادشاہ، 24 اپریل 2023، بروز پیر، بٹمالی، باجوڑ۔

6. Interview, Shekh Maseeh Ullah bin Muhammad yar Badshah, 24 April 2023, Monday, bajwar.

[7] ۔آپ مولانا غلام اللہ خان بن ملک فیروز خان ہیں۔1905 کو ضلع اٹک کے ایک گاؤں چھچھ میں پیدا ہوئے۔ہائی سکول حضرو سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ابتدائی علوم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند چلے گئے جہاں پر سید حسین احمد مدنی اور شبیر احمد عثمانی سے احادیث کی کتابیں پڑھیں۔1933 میں ڈھابیل جاکر شاہ انور شاہ کشمیری سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔تفسیر جواہر القرآن آپ کی ایک مایہ ناز تفسیر ہے۔آپ نے 26 مئی 1980 کو دبئی میں وفات پائی۔

میاں، محمد الیاس، حیات شیخ القرآن، محمد حسین علی اکادمی، راولپنڈی، س۔ن، ص62-65۔

7.Mian, Muhammad Ilyas, Hayat Shekaih ul Quran, Muhammad Husain Ali academy, Rawalpandi, p62-65.

[8] ۔محمد قاسم، تذکرہ علمائے خیبر پختون خواہ، ص564۔

8. Muhammad Qasam, Tazkera Ulama-e- Khyber pakhtoon khwa, p564.

[9] ۔انٹرویو شیخ مسیح اللہ بن محمد یار بادشاہ، 24 اپریل 2023، باجوڑ۔

9.Interview, Shekh Maseeh Ullah bin Muhammad yar badshah, 24April 2023, bajwar.

[10] ۔آپ محمد طیب بن محمد طاہر ہیں۔3 مارچ 1957 کو پنج پیر میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد بارہ سال مختلف علماء سے فنون سیکھتے رہے۔دورہ حدیث اپنے والد گرامی سے پڑھ کر 1986 میں دارالقران پنج پیر سے سند فراغت حاصل کی۔والد کی وفات کے بعد جماعت اشاعت التوحید والسنہ کے امیر منتخب کئے گئے۔کئی کتب کے مصنف ہیں۔

مختار، مولانا حبیب اللہ، چمنستان اشاعت التوحید والسنہ، اشاعت اکیڈمی محلہ جنگی، پشاور، 2007ء، ص199-202۔

10.Mukhtar, Molana Habib Ullah, Chamenistan Ishaat Altwheed o Alsunnah, Ishat Academy muhallah jangi , peshwar, 2007, p199-202.

[11] ۔آپ مسیح اللہ بن محمد یار بادشاہ ہیں۔1974 کو باجوڑ کے ایک گاؤں بٹمالئی میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گاؤں ہی میں حاصل کی۔2000 میں اپنے والد شیخ محمد یار بادشاہ سے دورہ حدیث پڑھ کر دارالقرآن پنج پیر سے سند فراغت حاصل کی۔فن حدیث پر مکمل دسترس رکھتے ہیں۔جامعہ پشاور سے ایم۔فل کی ڈگری حاصل کرچکے ہیں۔فراغت کے بعد درس وتدریس سے وابستہ رہے۔گذشتہ چند سالوں سے مرکز دارالقرآن پنج پیر میں سنن ترمذی اور سنن ابی داود پڑھا رہے ہیں۔

[12] ۔انٹرویو شیخ مسیح اللہ بن محمد یار بادشاہ، 24 اپریل 2023، باجوڑ۔

12.Interview, Shekh Maseeh Ullah bin Muhammad Yar badshah, 24 April 2023, Bajwar.

13 ۔بادشاہ، شیخ الحدیث محمد یار، درس الترمذی شرح جامع ترمذی، غیر مطبوع، ص3۔

13.Badsha, Shekh Ul Hadees Muhammad Yar, Dars Tarmidi Sharah Jami Tarmidi, Unpublished,P3.

14 ۔بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ترجمہ و تشریح مولانا محمد داود راز، مرکز جمعیت اہل حدیث ہند،2004،ج1۔ص21-23۔

14. Bikhari, Abo Abdullah Muhammad Bin Ismail, Saheh Bukhari, tarjuma w tashreh Molana Muhammad Dawood Raz, Markaz Jamiat Ahli- Hadis Hind, 2004, vol-1, P21-23.

15 ۔سورہ النحل،16/16۔

15. Sorah Al Nahal,16/16.

16 ۔السرخسی، شمس الدین، المبسوط، دار المعارف، بیروت،1409ھ/1989ء،ج1،ص46۔

16.Al Sarakhsi, Shams Ud Din, Almabsoot, Dar Ul Maarif , Beroot, 1409/1989, vol:1,P:46.

17 ۔بغوی، محمد بن فراہ، التہذیب فی الفقہ للامام الشافعی، دار الکتب علمی، بیروت،1997،ج1،ص125۔

17.Baghwai, Muhammad Bin Farah, Altahzeeb fi Alfiqah lel Imam Shafi, Dar ul Kutab Ilmi, Berot, 1997, Vol:1, P: 125.

18 ۔ابن رشد، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد، ترجمہ: ڈاکٹر عبید اللہ فہد، دار التذکیر، لاہور،2009،ج1،ص18۔

18. Ibn e Rushd, Muhammad bin Ahmad, Bidaytul Mujtahed, Tarjuma: Dr. Ubaid Ullah Fahad, Dar Ul Tazkeer, Lahore, Vol:1,P:18.

19 ۔ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، مصطفى البابي الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية،1395ھ/1975 ،ج1،ص109۔

19. Termidi, Abo Esa Muhammad Bin Esa, Sunan Tarmidi, Mustafa Albabi Alhalbi, Egypt, Second Edition, 1395/1975, Vol:1,P 109.

20 ۔لکھنوی، مولانا عبد الحیٔ بن عبد الحلیم، السعایہ فی شرح الوقایہ، فیصل پبلیکشنز، دیوبند، ص370۔

20.Lakhnawi, Molana Abdul Hai bin Abdul haleem, Alseeaya fi Sharah Ul Waqaya, Faisal Publications, Dioband, P370.

21 ۔مبارک پوری، عبد الرحمان، تحفۃ الاحوذی، مکتبہ فیصل، دیوبند،2009،ج1،ص191۔

21. Mubrak Pori, Abdur Rahman, Tuhfatul Ahwazi, Maktaba Faisal, Dioband, 2009, Vol:1, P191.

22 ۔بادشاہ، شیخ الحدیث محمد یار، درس الترمذی شرح جامع ترمذی، غیر مطبوع، ص36۔

22.Badshah, Shekh Ul Hadees Muhammad Yar, Dars I Tarmizi Sharah Jamea Tarmidi, P36.

23 ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص50۔

23. Badshah, Dars I Tarmedi, P50.

24 ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص04۔

24.Badshah, Dars I Tarmedi, P04.

25 ۔ترمذی، سنن الترمذی، ج1، ص140۔

25. Tarmidi, Sunan Tarmidi, Vol:1, P140.

26 ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص84۔

26. Badshah, Dars I Tarmedi, P84.

27 ۔ترمذی، سنن ترمذی، ج1، ص58۔

27.Termidi, Sunan e Tarmidi, P58.

28 ۔بادشاہ، درس ترمذی، ج1، ص23۔

28.Badshah, Dars i Tarmidi, Vol:1 P23.

29 ۔ترمذی، سنن الترمذی، ج1، ص133۔

29. Tarmidi, Sunan Tarmidi, Vol:1, P133.

30 ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص80۔

30. Badshah, Dars I Tarmedi, P80.

31 ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص23۔

31. Badshah, Dars I Tarmedi, P23.

32 ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص118۔

32. Badshah, Dars I Tarmedi, P118.

33 ۔ترمذی، سنن ترمذی، ج1، ص112۔

33. Tarmidi, Sunan Tarmidi, Vol:1, P112.

34 ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص106۔

34. Badshah, Dars I Tarmedi, P106.

35 ۔ترمذی، سنن الترمذی، ج1، ص51۔

35. Tarmidi, Sunan Tarmidi, Vol:1, P51.

36 ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص08۔

36. Badshah, Dars I Tarmedi, P08.

37 ۔ابوداود، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، مکتبہ دار السلام، 1428، ج1، ص30۔

37.Abo Dawood, Suliman Bin Ashas , Sunan Abi Dawood, Maktaba Dar Ul Salam, 1428, Vol:1, P30.

38 ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص28۔

38. Badshah, Dars I Tarmedi, P28.

39 ۔امام ترمذی، سنن ترمذی، ج1، ص96۔

39. Tarmidi, Sunan Tarmidi, Vol:1, P96.

[40] ۔بادشاہ، درس الترمذی، ص54۔

40. Badshah, Dars I Tarmedi, P54.